آزاد ریاستوںؒ کے چشم دید حالات

- عظمتِ الٰہی
- سنٹرل ایشیا میں اسلام
- حضرت امام بخاریؒ
- سلسلۃ الذھب
- روس کا انقلاب کیسے آیا
- روسیوں کا خطرناک حربہ
- روسیوں کا علماء کے ساتھ سلوک
- کیمونزم کس طرح پھیلا
- روسیوں کے بھیانک مظالم
- خونی انقلاب میں نوجوانوں کی استقامت
- روس کے ٹکڑے کیسے ہوئے
- ثمرقند کی جامع مسجد میں ۷۰ سال کیبعد پہلا خطبہ
- امام ترمذیؒ کے مزار پر
- تہجّد گزار نوجوان

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہ

مکتبۃ الفقیرؒ
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003
مکتبۃ الفقیر
MAKTABA-TUL-FAQEER
223-SUNNT PURA FAISALABAD
PH: 0092-41-2618003

﴾جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴿

نام کتاب.......................آزاد ریاستوں کے چشم دید حالات

افادات.......................حضرت پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب.......................شاہد محمود نقشبندی

اشاعت اول.......................جولائی 2007ء

اشاعت چہارم.......................اکتوبر 2011ء

صفحات.......................48

تعداد.......................1100

کمپوزنگ.......................ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

ناشر: ....مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

بسم الله الرحمن الرحيم

آزاد ریاستوں کے چشم دید حالات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ
بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنْ (النحل:۱۲۵)

وَ قَالَ اللّٰہُ تعَالٰی فِی مَقَامٍ آخِرِ
اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ (ھود:۱۱۴)

وَ قَالَ اللّٰہُ تعَالٰی فِی مَقَامٍ آخِرِ
قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اُدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (یوسف:۱۰۸)

وَ قَالَ اللّٰہُ تعَالٰی فِی مَقَامٍ آخِرِ
وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (فصلت:۳۳)

وَ قَالَ اللّٰہُ تعَالٰی فِی مَقَامٍ آخِرِ
وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَ لَا السَّیِّئَۃُ ج اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنْ فَاِذَ
الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَ مَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیْنَ
صَبَرُوْا وَ مَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ○ (فصلت:۳۴،۳۵)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

عظمتِ الٰہی:

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں۔ بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر خیر کے دینے والے ہیں اور بندہ ہر خیر کا لینے والا ہے۔ انسان کا دیکھنا اتنا ناقص ہے کہ یہ سامنے دیکھے اسے پیچھے نظر نہیں آتا، دائیں دیکھے تو اسے بائیں نظر نہیں آتا، اوپر دیکھے تو اسے نیچے نظر نہیں آتا، دن کی روشنی میں دیکھے تو رات کی تاریکی میں اسے نظر نہیں آتا۔ اللہ رب العزت کا دیکھنا اتنا کامل ہے کہ کالی رات ہو، سیاہ چٹان ہو، اس کے اوپر ایک کالی چیونٹی چل رہی ہو اللہ تعالیٰ اس کو بھی دیکھتے ہیں۔ انسان کا سننا اتنا ناقص ہے کہ ایک وقت میں اس سے دو چار آدمی گفتگو کریں تو یہ کسی کی نہیں سن پاتا۔ مثلاً ٹیلیفون پہ بات کرتے ہوئے کمرے میں دو آدمی گفتگو کر رہے ہوں تو یہ معذرت کرتا ہے کہ ذرا آہستہ بولیں بات سمجھ نہیں آ رہی اور اللہ تعالیٰ کا سننا اتنا کامل کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والا آخری انسان، سب کے سب مرد...... عورت ...... بچے ...... بوڑھے، یہ ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور ایک ہی وقت میں یہ سب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ سب کی دعا کو علیحدہ علیحدہ سن لیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان کی تمناؤں کے مطابق عطا بھی کر دیں تو اس کے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنی کہ سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالیں تو سمندر کے پانی میں فرق آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں۔ بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا . (الکھف:۱۰۹)

محبوب فرما دیجیے اگر دنیا کے سارے سمندروں کا پانی سیاہی ہوتا اور اس سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کردی جاتیں تو یہ سیاہی خشک ہو جاتی مگر تیرے رب کی تعریفیں ختم نہ ہوتیں۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ.

اگر زمین کے اندر جتنے درخت ہیں سب کی قلمیں بنادی جاتیں اور جتنا سمندروں کا پانی ہے اس جیسے سات سمندر اور لائے جاتے اور یہ سیاہی بنتی۔ان قلموں اور سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کیں جاتیں تو یہ قلمیں گھس جاتیں یہ سیاہی خشک ہو جاتی مگر تیرے رب کی تعریفیں ختم نہ ہوتیں۔تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں۔بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔

اذان میں چار مرتبہ ''اللہ اکبر'' کی حکمت

اذان میں چار مرتبہ کہتے ہیں اللہ اکبر......اللہ اکبر......اللہ اکبر کیوں......؟اس میں حکمت یہ ہے۔یہ کائنات چار عناصر سے مل کر بنی ہے۔آگ، پانی، ہوا اور مٹی۔ہر عنصر کے اندر ایک قوت اور ایک طاقت ہے۔

آگ کی طاقت:

آگ کے اندر ایک طاقت ہے۔روس میں ایک جگہ تیل کا کنواں کھودا گیا، تیل اتنی تیزی سے،اتنے پریشر کے ساتھ نکلا کہ وہ قابو سے باہر ہو گیا۔کسی غلطی کی بناء پر اس میں آگ لگ گئی اس آگ کا جو شعلہ تھا وہ دو کلومیٹر اونچا تھا۔روسی ماہرین نے دو سال تک پورا زور لگایا کہ آگ کو بجھائیں مگر کچھ نہ بن سکا۔پھر انہوں نے پوری دنیا میں اعلان کیا کہ جو ملک اس آگ کو بجھانے میں ہماری مدد کریگا ہم اس کی آمدنی میں سے آدھا حصہ اسے دیں گے۔پوری دنیا کے ماہرین نے اپنا زور لگایا مگر آگ نہ بجھ

سکی۔ راقم الحروف نے اس کنویں کی آگ کو جب دیکھا تو اس کا شعلہ کئی فرلانگ لمبا تھا۔ اس کے قریب اتنی گرمی تھی کہ جانا بھی مشکل تھا۔ کئی سالوں سے دن رات وہ آگ جل رہی ہے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ جب نیچے سے تیل ختم ہوگا تو پھر آگ بجھ جائے گی۔ تو آگ کے اندر ایک طاقت ہے ایک قوت ہے۔

ہوا کی طاقت:

اسی طرح ہوا کہ اندر بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت رکھی ہے۔ دنیا میں ایک قوم گذری ہے جسے قومِ عاد کہتے ہیں۔ بڑی لحیم وشحیم، بڑی طاقت وقوت والے لوگ تھے۔ کہا کرتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃ ''کون ہم سے زیادہ طاقتور ہے''۔ پہاڑوں کو کھود کر اپنے گھر بناتے تھے۔ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اور اللہ تعالیٰ بھی تصدیق فرماتے ہیں۔ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ اس جیسی قوم پھر شہروں میں پیدا نہیں کی گئی۔ اپنی طاقت کے نشے میں وقت کے نبی کی نافرمانی کی، ان پر ہوا کا عذاب آیا۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا یہ ہوا مومن کے لیے اتنی خوشگوار کہ اس کو مزہ آئے لیکن کافر کے لیے اتنی سخت تھی کہ اس کو پٹخ کر زمین پر مارتی تھی۔ چنانچہ اگلے دن ان لوگوں کی لاشیں زمین پر اس طرح بکھری ہوئی تھیں کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَہ جیسے کہ کھجور کہ تنے پڑے ہوئے ہیں۔

عاجز امریکہ میں ایک دفعہ ایک ایسے علاقے میں گیا جہاں سائیکلون اکثر چلا کرتے تھے۔ دوستوں نے مجھے بتایا کہ یہاں ایسا بھی ہوا کہ Tornado (ہوائی بگولا) آیا تو اس نے ایک کار کو اٹھا کر تین سو کلومیٹر دور پھینک دیا، مکانات کی چھتیں اڑ کر میلوں دور جا گریں۔ پس ہوا کے اندر ایک طاقت ہے۔

پانی کی طاقت:

پانی کے اندر ایک قوت ہے، مثلاً سمندر میں طوفان آئے بڑے بڑے جہاز اس

کے اندر غرق ہو جاتے ہیں۔ سیلاب آتا ہے شہروں کے شہر برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ پانی کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فرنگی ماہرین نے Titanic (ٹائی ٹینک) نامی جہاز بنایا تو دعویٰ کیا کہ یہ ٹوٹ ہی نہیں سکتا یعنی پانی میں ڈوب ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ بحری جہاز ایک سمندری طوفان میں پھنس کر دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوب گیا۔

نوح علیہ السلام کے وقت میں جو سیلاب آیا تھا اس نے روئے زمین کے تمام مکانات کو منہدم کر دیا۔ تو پانی کے اندر ایک قوت ہے۔

مٹی کی طاقت:

مٹی کی طاقت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب زمین میں زلزلہ آتا ہے۔ کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ زلزلے کے ایک دو جھٹکوں میں لاکھوں انسان موت کا لقمہ بن گئے۔ تو یہ زمین کی...... مٹی کی طاقت ہے۔

مٹی کی طاقت کا ایک نشان پہاڑ ہیں۔ اتنے بڑے اور بلند و بالا پہاڑ ہوتے ہیں کہ انسان کی ان کی ہیبت کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ تو ان پہاڑوں کے اندر ایک قوت ہے، ایک استقامت ہے۔

ہم چار مرتبہ اذان میں کہتے ہیں اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... اللہ اکبر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن کہہ رہا ہوتا ہے کہ آؤ لوگوں اس پروردگار کی طرف جس کی قوت ہوا اور اس کی تمام مخلوق کی قوتوں سے زیادہ ہے۔ وہ پروردگار جس کی قوت پانی اور اس کی تمام مخلوق کی قوتوں سے زیادہ ہے۔ وہ پروردگار جس کی قوت آگ اور اس کی تمام مخلوق کی قوتوں سے زیادہ ہے۔ وہ پروردگار جس کی قوت مٹی اور اسکی تمام مخلوق کی قوتوں سے زیادہ ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ چار مرتبہ یوں اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ یہ اسکی عظمت اور کبریائی کی دلیل ہے۔

عظمتِ الٰہی کے بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات:

نبی اکرم ﷺ کی زبان فیضِ ترجمان سے ایسے ارشادات وارد ہوتے تھے جیسا کہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا جائے۔ دریا کو نہیں بلکہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا جائے۔ انتہائی مختصر اور اتنے جامع اور ان کے مطالب اتنے عمیق کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تین لفظ ہیں۔ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ لیکن ان الفاظ میں کتنی بڑی حقیقت پنہاں ہے۔ انسان ساری عمر اس پر حیرت زدہ رہتا ہے۔

آپ ﷺ نے اللہ کی بڑی حمد، بڑی تعریفیں کیں۔ مثلاً فرمایا،

وَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ یَشْرِقُ لَهُ الظُّلُمَاتِ

اے اللہ تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام ظلمتیں روشن ہوگئیں۔ بالآخر آپ ﷺ نے ایک بات فرمائی جو انتہائی توجہ طلب ہے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

اے اللہ میں تیری تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسے کہ تو نے اپنی تعریفیں خود بیان کی ہیں۔ اللہ اکبر۔ وہ ذات کتنی عظمتوں والی ہے۔ کتنی کبریائی والی ہے۔

عظمت الٰہی اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

علماء امت نے عظمتِ الٰہی کے اوپر بہت کچھ کہا اور لکھا لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام عظمت الٰہی کے بارے میں سب پر فائق ہے۔ وہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام ہیں۔ فرماتے ہیں،

اَلْعجزُ عَنْ دَرْكِ الذَّاتِ اِدْرَاكٌ

[اللہ کی ذات کے ادراک سے عاجز آ جانا یہی اس کا ادراک ہے]

دوسری جگہ فرمایا،

''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے تک پہنچنے کے لیے عجز کے سوا کوئی اور دوسرا راستہ نہیں بنایا''

سوچیے کتنی اللہ رب العزت کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔تو میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں، بندہ اپنی صفات میں ناقص ہیں۔

خدائی نظام کامل اور انسانی نظام ناقص ہے

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں اسی طرح زندگی گزارنے کا طریقہ جو اللہ رب العزت نے عطا فرمایا وہ بھی کامل ہے اور جو نظام انسان اپنے ذہن سے بنالیتا وہ بھی انسان کی طرح ناقص ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ دنیا نے ایک نظام دیکھا جس کو کمیونزم کہا جاتا تھا۔اس کو تخلیق کرنے والوں نے اسے عدل وانصاف کا شاہکار اور انسان کیلئے ایک آئیڈیل نظام بنا کر پیش کیا لیکن انسان کا بنایا ہوا یہ نظام انسان جتنی زندگی پا کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔یہ کمیونزم کیسے آیا اس کی ایک طویل کہانی ہے۔

سنٹرل ایشیاء میں اسلام:

وسط ایشیاء کا علاقہ وہ علاقہ ہے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اسلام کی روشنی آچکی تھی۔سب سے پہلے صحابی حضرت قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد تھے سب سے پہلے وہاں تشریف لائے اور ان کے ذریعے لوگ وہاں مسلمان ہوئے ان کے بارے میں ایک حدیث بھی وہاں پتھر پر کھود کر لکھی ہوئی ہے۔

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ الهَاشِمِی اَلْعَرَبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم ،لَقَثَمْ اِبْنِ

عَباس اَشبَهَ النَّاسُ بِیْ خَلقًاوَ خُلُقًا،

حضور نے ارشاد فرمایا کہ قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ تمام انسانوں میں سے اپنی شکل وصورت اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ مجھ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ انہیں عید کے موقع پر یہودیوں نے ایک سازش کے تحت شہید کر دیا اب ان کو وہاں شاہ زندہ کہا جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت سعید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور ان کے ذریعے بھی وہاں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تشریف لانے پر وہاں اسلام کا نور پھیلا اور پھر وہ علاقہ ایسا زرخیز اور ایسا مردم خیز ثابت ہوا کہ اتنی بلند و بالا ہستیاں پیدا ہوئیں کہ کوہ ہمالیہ سے بھی اونچی تھیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے اور ہمارے حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اس دنیا میں یتیم ہی دُرِ یتیم بنا کرتے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے، چار سال تک حرمین شریفین میں قیام کیا اور حدیث کا نور حاصل کیا اور واپسی پر مختلف ممالک کے محدثین سے حدیث کی روایت لی اور جب واپس پہنچے تو انہوں نے ان احادیث کو یکجا کیا اور صحیح احادیث کی مشہور و معروف کتاب صحیح البخاری تالیف کی۔ جو کتاب آج روئے زمین پر قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب سمجھی جاتی ہے وہ ''الصحیح البخاری'' ہے۔ بخارا شریف میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ وقت کے حاکم کے ساتھ ان بن ہو گئی۔ اس نے کہا کہ میرے بچوں کو علیحدہ میرے گھر پر پڑھانے کے لیے آئیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''نہیں جہاں دوسرے طلباء احادیث پڑھتے ہیں وہاں تیرے بچے بھی آ کر پڑھیں۔'' اس نے کہا شہر سے نکال دوں گا۔

فرمایا ''منظور ہے'' چنانچہ شہر بدر کر دیئے گئے۔ ثمرقند کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں خرتنگ تھا جس میں آپ کی پھوپھی رہتی تھی، آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ درس دیتے رہے۔ وہیں پر آپ کی وفات ہوئی اور وہیں پر اب آپ کا مزار پرانوار موجود ہے۔ آپؒ کے شاگردوں میں سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جو ''سننِ ترمذی'' اور ''شمائلِ ترمذی'' کے مؤلف ہیں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے ''صحیح مسلم'' لکھی۔ یہ سب کے سب حضرات اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

دیگر ائمہ ومحدثین:

محدثین میں سے حضرت دارمی رحمۃ اللہ علیہ ائمہ میں سے حضرت امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات اسی علاقہ سے تھے۔ ہم لوگ عقائد میں حضرت امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں اور اعمال میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں۔ مفسرین میں سے تفسیر کشاف کے مولف علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کے بارے میں علامی اقبالؒ نے لکھا۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حج پر تشریف لے گئے اور اس قدر بیت اللہ کے پاس رہتے تھے کہ عربوں میں جار اللہ (اللہ کے پڑوسی) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

فقہائے کرام میں سے فقیہ ابواللیث ثمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات اس علاقہ میں مدفون ہیں۔ ثمرقند میں ایک قبرستان تھا جس میں دفن ہونے کے لیے دو شرائط لازمی تھیں۔

پہلی شرط یہ تھی کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا مفسر ہو یا محدث ہو۔

دوسری شرط یہ تھی کہ اس کا نام محمد ہو۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس

قبرستان میں 400 ایسے علماء دفن کیے گئے جن کا نام محمد تھا اور وہ مفسر یا محدث تھے۔

دفن ہو گا نہ کہیں ایسا خزانہ ہر گز

سلسلۃ الذھب:

اس علاقہ میں ایسے ایسے بلند و بالا حضرات ہیں۔ خاص کر ہمارے سلسہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ سبحان اللہ۔ یہ سلسلہ اسی علاقے کے اندر پروان چڑھا۔ عرب سے یہ نسبت وسط ایشیا کے اندر منتقل ہوئی۔

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو۔ اور ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت محمد بن قاسم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اور ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو۔ اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت منتقل ہوئی عرب سے وسطِ ایشیا میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ بسطام وسطِ ایشیا کے اندر ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہ حضرت اس بسطام کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر اپنی زندگی گزاری۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شیخ تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں دو سال رہے اور دو سال کے بعد پھر فرمایا لَوْ لَا السَّنَتَانُ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ ایسے کامل حضرات الحمد للہ ہمارے روحانی آباؤ اجداد ہیں۔ ہمارے سروں کے تاج ہیں۔ ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ بسطام سے کوئی پچیس تیس میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام خرقان ہے۔ یہاں پر حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر اور ان کے شیخ تھے۔ ان کے بارے میں بڑے مشہور واقعات ہیں۔

ایک دفعہ سلطان محمودؒ کچھ ہدیے لے کر آیا، حضرت قبول فرمائیں۔ آپ نے

انکار فرمایا۔ بادشاہ کی طرف سے اصرار اور حضرت کی طرف سے انکار۔ ادھر سے اصرار ادھر سے انکار۔ جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آیا آپ نے روپوں کی تھیلی پکڑ کر جو اس کو دبایا تو اس کے اندر سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے۔ فرمایا کہ یہ انسانوں کا چوسا ہوا خون تو مجھے ہدیے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ وہ واقعہ تھا جس سے سلطان محمود غزنویؒ آپ کا غلام بن گیا اور آپ کے مریدین میں شامل ہو گیا۔ ان کے بہت سے واقعات ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کیا۔ کچھ عرصہ ذکر اذکار میں گزارا بدن اور کپڑے وغیرہ میلے ہو گئے۔ حضرتؒ نے چلے کے بعد فرمایا کہ آج صفائی کا دن منائیں گے۔ اس زمانے میں چپس اور پتھر کے فرش بھی نہیں ہوتے تھے، بجلی کے پنکھے بھی نہیں ہوتے تھے اور صابن بھی نہیں ہوتا تھا۔ اب سب خدام خانقاہ کی دریاں جھاڑ رہے ہیں، جھاڑو دے رہے ہیں، صفائی کر رہے ہیں۔ غسل کے لیے انتظام کیا جا رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سر کے اندر تھوڑی سی خارش محسوس ہوئی۔ حضرت نے کہا دیکھو میرے سر میں جوئیں ہیں یا کوئی اور وجہ ہے۔ بال لمبے لمبے تھے ایک خادم آپ کے سر میں دیکھنے بیٹھ گیا کہ یہ کھجلی کیوں ہو رہی ہے۔ کبھی خشکی کی وجہ سے بھی ہوتی ہے اور کبھی جوؤں کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ اتنے میں سلطان محمود غزنویؒ حضرت کی زیارت کے لیے آیا۔ جب سلطان محمود غزنویؒ کو ایک آدمی نے دیکھا تو وہ بھاگا ہوا آیا اور کمرے میں اس نے آکر جو آدمی سر دیکھ رہا تھا اس کو اشارہ سے کہا کہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں۔ جب اس نے یہ کہا تو اس خادم نے حضرت کو کہا۔ حضرت!...... حضرت! آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا، حضرت! وہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں۔ فرمایا، اوہو...... میں سمجھا کہ تیرے ہاتھ میں کوئی بڑی سی جوں آگئی ہے۔ یہ ان حضرات کے قلوب کے اندر زہد ہوا کرتا تھا۔ دنیا

کی محبت ختم ہو جاتی تھی اور خالق حقیقی کی محبت دل میں سما جایا کرتی تھی۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور مربی تھے۔

ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ علومِ ظاہرہ اور علومِ باطنہ کے حامل تھے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کی خدمت میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کے پیرِ تعلیم ہیں۔ الحمدلِلّٰہ کیسے کیسے حضرات ہمارے مشائخ تھے۔ ان کے خلیفہ ترکستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو جن کو خواجہ جہاں کہا جاتا ہے۔ ان کے اتنے مریدین تھے کہ ان کو خواجہ جہاں کہا جانے لگا۔ آج بھی بخارا کے قریب کوئی چالیس میل کے فاصلہ پر آپ آرام فرما رہے ہیں اور آج بھی اس علاقہ کے لوگ آپ کو خواجہ جہاں کہتے ہیں۔ آپ کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو ایک سبق سکھایا نفی اثبات کا جو آج سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق میں سے ہے۔

ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ یہ حصار کے علاقہ میں ریوگر ایک گاؤں کا نام ہے وہاں پر یہ بزرگ ہوئے۔ جب میں ان کے مزار پر ایصالِ ثواب کے لیے حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کے مزار کے گرد ایک دیوار بنی ہوئی ہے۔ بنانے والے نے اس انداز سے اینٹیں رکھیں کہ دو چار اینٹیں مل کر اللہ کا لفظ بنتا ہے۔ پوری دیوار کو دیکھیں تو اس کے اوپر اللہ اللہ کا لفظ لکھا ہوا نظر آتا

ہے۔کوئی پینٹ نہیں، کوئی لکھائی نہیں۔ دیوار اینٹوں سے چنی ہوئی ہے مگر اینٹیں چننے کا انداز ایسا کہ ''اللہ'' کا لفظ بنتا ہے۔ یہ کیسے حضرات تھے کہ جنہوں نے اس وقت کے مستریوں اور کاریگروں میں اللہ کی محبت ایسے بٹھا دی تھی کہ وہ اپنے فن میں اللہ کا نام لکھا کرتے تھے۔

ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ بخارا سے کوئی 40,45 میل کے فاصلے پر فغنہ ایک گاؤں ہے۔ حضرت وہاں پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔ آپ لوگوں میں اتنے محبوب تھے کہ علاقہ میں مشہور تھا کہ جیسے لوگ انجیر کو محبوب رکھتے ہیں ایسے ہی اس بزرگ کی صحبت کو محبوب رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ انجیرِ فغنہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ مصنف تھے، آپ نے تصوف وسلوک کے اوپر کتاب بھی لکھی۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ یہ بھی بخارا سے کوئی دس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ حضرت کے زمانے میں وقت کے بادشاہ کی بیٹی بیمار ہوئی۔ اس کے بدن پر کوئی پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں۔ کسی حکیم کے علاج سے آرام نہیں آتا تھا۔ بہت علاج کروایا مگر بے سود۔ بالآخر کسی نے کہا کہ آپ حضرت خواجہ عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعاؤں کے لیے حاضر ہوں۔ وہ اپنی بیٹی کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اللہ نے اس کو شفا دے دی۔ چونکہ بادشاہ کی بیٹی کو آرام مل گیا اس لیے اس علاقے کا نام آرامِ تن پڑ گیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ رامیتن کہلانے لگ گیا۔ حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں بڑے عجیب اشعار کہے ہیں۔ ان اشعار کو پڑھ کر اور سن کر انسان پر رقت طاری ہوتی ہے۔

آپؒ سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ یہ عجیب شخصیت تھی۔ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بخارا جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ پہلوان اکھاڑے میں کشتی کر رہے تھے۔ حضرت کی جو نظر پڑی آپ کو ان میں ایک ایسا پہلوان نظر آیا جو بڑا قوی ہیکل تھا۔ ایک وقت میں کئی پہلوانوں سے کشتی کر رہا تھا۔ حضرت وہیں کھڑے ہو گئے۔ ایک صاحب نے کہا، حضرت! آپ یہاں کیا دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا، مجھے ان میں ایک مرد نظر آتا ہے۔ چنانچہ جب وہ پہلوان کشتی سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو حضرت کی اس پر توجہ پڑی وہ حضرت کا غلام بن گیا۔ اس کا نام تھا امیر کلال، سید خاندان سے تھا۔ چنانچہ بعد میں سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کہلانے لگے۔ حضرت بابا سماسی سے یہ نسبت ان کو منتقل ہوئی یہ ظاہری باطنی پہلوان ثابت ہوئے کہ انہوں نے ایک ایسا مرید بنایا جس کا نام تھا حضرت بہاؤ الدین نقشبندی بخاریؒ۔ سبحان اللہ۔

حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے، جیسا کہ عرض کیا کہ یتیم ہی دُرِ یتیم بنا کرتے ہیں۔ جس علاقہ میں رہتے تھے اس کا نام تھا قصرِ ہندواں۔ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ میں تشریف لائے تو آپ کے رشتہ داروں نے اس چھوٹے بچے کو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؒ کی جب نظر پڑی تو حضرت بابا سماسی نے حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا مجھے اس بچے کے اندر بہت بڑی عظمت نظر آتی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کا مربی بنوں گا اگر میں اس دنیا سے پردہ کر گیا تو تم اس کی تربیت کرنا۔ مجھے یقین ہے کہ اس بچے کی وجہ سے یہ جگہ قصرِ ہندواں کی بجائے قصرِ عارفاں کہلانے لگ جائے گی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس قدر وہاں یہ نسبت پھیلی، اس قدر

علوم باطنیہ پھیلے کہ لوگ اس جگہ کو قصرِ عارفاں کہنے لگے۔آج بھی اس جگہ کا نام قصرِ عارفاں ہے۔آپ کا نام تھا بہاء الدین لیکن آپ کو نقشبند کہا جانے لگا۔کیوں؟ آپ کی توجہات ایسی تھیں، فیوضات ایسے تھے کہ جس سالک کے قلب پر انگلی رکھتے تھے گویا اس کے دل پر اللہ کا نام نقش ہو جایا کرتا تھا۔اللہ کے نام کو دل میں بند کر دیتے تھے اس لئے نقشبند کہلانے لگے۔جیسے یہ میرا ہاتھ ہے۔ان انگلیوں کو دیکھیں کہ یہ اللہ کے اسم کی شبیہ بن رہی ہے۔الف، لام، لام اور ہ...... ''اللہ'' کا لفظ بنتا ہے ناں بھائی۔حضرت کے اندر توجہات ایسی تھیں کہ جب کسی کے دل پر انگلی رکھتے تھے تو کان ینقش اسم اللہ علی قلوب السالکین لوگوں کے دلوں پر اللہ کے نام کو نقش کر دیا کرتے تھے۔یہ تھے حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کے داماد اور آپ کے خلیفہ جن کو یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں۔علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں واللہ اللہ کی قسم مَا عَرَفْتُ الْحَقَّ سُبْحَانَهٗ میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت کو حاصل نہیں کیا۔مَا لَمْ اُصِلْ فِي خِدْمَتِ الْعَطَّارِ جب تک کہ میں حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نہیں پہنچا۔وہ علماء قسمیں کھا کھا کر یہ باتیں کیا کرتے تھے۔

پھر ان سے یہ نسبت حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔دوشنبہ میں ان کا مزار ہے آپ کی وجہ سے اتنا فیض پھیلا بالخصوص افغانستان کا پورا علاقہ آپ کے مریدین میں شامل ہو گیا تھا۔بلکہ آج تک اس خانقاہ کا انتظام اور انصرام افغانستان کے لوگوں نے سنبھالا ہوا ہے۔اس لئے آپ پیرِ افغانستان کہلاتے تھے۔

ان سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو جو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تھے۔مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر

ہوے۔ دور سے دیکھا بڑے قالین بچھے ہوئے ہیں، عجیب محفل ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

وہ مرد نہیں جو دنیا کو دوست رکھے۔ یہ کہہ کر چل پڑے، رستے میں ایک جگہ قیلولہ کرتے ہوئے خواب دیکھا روزِ محشر ہے نفسا نفسی کا عالم ہے اور کچھ لوگ جو حقدار ہیں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع ہو گئے کہ ہمارا حق دیں...... ہمارا حق دیں۔ حق مانگنے والے اتنے تھے کہ پوری نیکیاں بھی دے دیتے تو بھی حق ادا نہ ہوتا۔ بڑے پریشان۔ اتنے میں سواری پر دیکھا کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور پوچھا مولانا کیا بات ہے۔ فرمایا حضرت یہ لوگ حق مانگتے ہیں اور میرے پاس تو حق نہیں ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا چلو ہم دے دیتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد آنکھ کھل گئی۔ دل میں خیال آیا کہ مجھے حضرتؒ سے یقیناً فیض ملے گا۔ یہ واپس حضرتؒ خدمت میں آئے۔ حضرتؒ کو سلام کیا۔ حضرت نے پوچھا جب پہلی دفعہ آئے تھے تو کیا کہا تھا۔ حالانکہ آپ نے تو تحت اللفظ دل میں کہا تھا لیکن حضرت کو کشفاً پتہ چل گیا تھا۔ شرمندہ ہوئے، فرمایا حضرت معاف کر دیجئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہو کیا کہا تھا۔ فرمایا حضرت یہ کہا تھا۔

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

حضرتؒ نے شعر مکمل کیا اور فرمایا

اگر دارد برائے دوست دارد

پھر فرمایا جامی سونے کی میخیں زمین میں گاڑنے کے لئے ہوتی ہیں، انسانوں کے دلوں میں گاڑنے کے لئے نہیں ہوا کرتیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ

اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ ان سے یہ نسبت حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو اور ان سے یہ نسبت حضرت محمد املکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ املکنے یہ بستی تھی تو حضرت املکنگی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہوئے۔ یہ وہ شخصیت ہیں جن کا بالخصوص پاک وہند پر بہت بڑا احسان ہے...... کیوں؟ اس لیے کہ انہوں نے اپنے ایک خلیفہ جو کہ ثمرقند کے رہنے والے تھے ان کو نسبت دے کر ہندوستان میں بھیجا جن کا نام تھا حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے ذریعہ سے یہ نسبت وسط ایشیا سے پاک وہند کے اندر منتقل ہوئی پھر ان کے خلیفہ امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نسبت منتقل ہوئی۔

یہ مختصر سا تعارف تھا اس علاقے کا۔ اس علاقہ میں جو ہمارے سلسلہ عالیہ میں مشائخ اور علماء گذرے ہیں وہ آپ سن چکے۔ اب ایسی شخصیات جس علاقہ میں ہوں، یقیناً وہ علاقہ اسلام کا مرکز رہا ہوگا۔ ثمر وقند و بخارا کسی زمانے میں اسلام کا مرکز ہوا کرتے تھے۔

انقلاب کی ابتداء:

جب علم اتنا تھا اور ایسے ایسے حضرات گزرے تو پھر انقلاب کیسے آیا؟ انقلاب کی وجہ یہ ہے کہ یہودی اسلام کے ہمیشہ سب سے بڑے دشمن رہے ہیں۔ عبداللہ بن سبا بھی یہودی تھا جس نے اسلام میں ایک گروہ کا آغاز کیا۔ اور وہ بھی یہودی تھا جس نے سو سال قبل ایک جھوٹے نبی کو اسلام میں پیدا کیا۔ اور یہ بھی یہودی تھے جنہوں نے ثمرقند و بخارا میں اسلام کی ''چولیں'' ہلانے کے لیے کام کیا۔ کیسے؟ کچھ گھرانے جن کے بچے نہایت ذہین، نہایت چنے ہوئے بچے، وہ مختلف علاقوں سے ثمرقند و بخارا میں آکر آباد ہو گئے اور انہوں نے اپنے بچوں کو میر عرب مدرسہ میں جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پڑھایا کرتے تھے اور بخارا کا سب سے بڑا مدرسہ تھا، داخل کروادیا۔ بچے دن کے وقت پڑھتے لیکن شام کو ماں باپ ذہن سازی کرتے۔ کہتے، دیکھو ہم یہودی

ہیں، تمہیں تو اس لیے پڑھا رہے ہیں کہ بعد میں ان پر اعتراض کریں گے۔ تو اس طرح بچوں کی ذہن سازی ہوتی رہی۔ بچے چونکہ چُنے ہوئے تھے، سینکڑوں میں سے ایک تھے نہایت ذہین تھے، اپنے ہم جماعت لڑکوں میں سے تیز اور آگے نکلنے والے تھے چنانچہ اساتذہ کی نظر میں بھی مقرب بن گئے۔ حتی کہ وہ وہاں سے جب علم حاصل کر کے فارغ ہوئے تو اسی مدرسہ میں ان کو استاد رکھ لیا گیا۔ ان میں سے ایک جو بہت ذہین تھا، کتابوں کی باتیں بہت جانتا تھا۔ بڑھتے بڑھتے میر عرب کا نائب مفتی بن گیا۔ مفتی اعظم کی وفات کے بعد یہ پھر مفتیِ اعظم بن گیا۔ مفتی اعظم بننے کے بعد اس کمبخت نے ایسے فتوے دینے شروع کر دیئے کہ جو جمہور علماء کے خلاف تھے اور جب علماء نے ان اعتراضات کیے تو اس نے کوئی نہ کوئی تاویل دینی شروع کر دی۔ یہ وجہ ہے اور یہ دلیل ہے اور دلیل تو کوئی نہ کوئی کہیں نہ کہیں سے نکل ہی آتی ہے۔

دلیل دینے کا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ ایک عورت اپنے بال کاٹتی تھی۔ کسی نے پوچھا بال کیوں کاٹتی ہو؟ کہنے لگی کہ لمبے بال رکھوں تو جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر وہ آپس میں زنا کرتی ہیں اس لیے میں چھوٹے بال رکھتی ہوں۔ تو دلیل دینے کا کیا ہے جو مرضی دلیل دے دو۔ اب وہ آگے سے دلیلیں دینے لگا۔ چنانچہ اس کے غلط فتووں کی وجہ سے دو گروہ بننا شروع ہو گئے۔ علماء کی جو ایک جماعت تھی اس کے اندر دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں۔ فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وہی معاملہ ہوا۔

اس مفتی اعظم کا جو خادم تھا اس نے ایک عجیب چیز نوٹ کی کہ یہ جب اپنے کمرے میں نماز پڑھتا ہے تو بالکل اس کے لب ملے رہتے ہیں۔ کوئی لفظ ادا نہیں ہوتا۔ وہ حیران ہوا کے یہ کیسا مفتی ہے۔ یہ کیسی نماز پڑھتا ہے؟ کیسے الفاظ ادا ہوتے ہوں گے؟ ایک دن صفائی کرتے ہوئے اس نے مصلّٰی کو الٹا کیا تو مصلّٰی کے نیچے رسول اللہ ﷺ کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس کے اوپر کھڑا ہو کر وہ گویا نماز پڑھتا تھا۔ اس نے یہ

بات جا کر حاکم شہر کو بتائی۔ حاکم شہر نے جب آ کر اس کو دیکھا تو وہ نام بھی مل گیا۔ چنانچہ انہوں نے مفتی کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ جب مرمت کی تو ان سب باتوں کا اس نے اعتراف کیا کہ کس طرح میرے ماں باپ نے مجھے مدرسے میں داخل کیا۔ کس طرح میں سب سے آگے نکل گیا۔ کس طرح میں مفتی اعظم بنا۔ میں نے جان بوجھ کر یہ فتوے دیئے۔ میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ اس کو تو خیر قتل کر دیا گیا لیکن علماء میں جو فاصلے بڑھ چکے تھے وہ پھر قرب میں تبدیل نہ ہو سکے۔ یہ ابتداء ہے اس علاقے میں اسلام کے ضعف کی۔

روس کا انقلاب کیسے آیا:

یہ وہ وقت تھا جب روس ٹیکنالوجی میں بہت آگے نکل چکا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ علماء کا ایک وقت میں بہت وقار تھا اب تو رہا نہیں۔ یہی اس قوم کے رہنما ہوتے ہیں۔ اب ان میں لیڈر شپ کا فقدان ہے لہٰذا میرے لیے ان پر غلبہ پانے کا آسان وقت ہے۔ چنانچہ اس نے حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ کیا کہ ہمارے پاس معدنیات نکالنے کے لیے بڑی ٹیکنالوجی ہے اور تمہارے پاس پہاڑ ہیں۔ ان میں سونا بھی ہے، تیل بھی ہے، فلاں چیز بھی ہے، تمہیں نکال کر دیں گے۔ یہ معاہدہ ہو گیا۔ روس نے اپنے جاسوس انجینئروں کی شکل میں پورے ملک میں پھیلا دیئے۔ انہوں نے ایک تو چپے چپے کا نقشہ بنا لیا تاکہ ان پر قبضہ کرنا آسان ہو اور دوسرا کام یہ کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ اس علاقے میں مختلف قومیں بستی ہیں۔ تو انہوں جس علاقے میں جو قوم بستی تھی ان کے اختلاف کو ہوا دینی شروع کر دی۔ تمہارے اتنے لوگ ہیں تمہارے وسائل زیادہ ہیں تم اپنا ملک بنا لو تو اس ملک سے سونا نکل آئے۔ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ چنانچہ مختلف جگہوں سے لوگوں نے علیحدگی کے لیے آوازیں اٹھانا شروع کر دیں۔ اس بات کو بھول گئے کہ ہم ایک ملک ہیں، ہم ایک امت ہیں،

ہم اسلام کے نام پر ایک ہیں۔ قومیت بعد کے درجے کی چیز ہے جس کو اللہ نے محض پہچان کے لیے بنایا۔

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ.

چنانچہ انہوں نے تو کہنا شروع کر دیا کہ ہمارا تو علیحدہ ملک ہونا چاہیے۔ دوسرے نے کہا کہ ہمارا ملک علیحدہ ہونا چاہیے۔ ازبک والوں نے کہا کہ جی ہم تو ازبکستان بنائیں گے۔ کسی نے کہا ہم ترکمانستان بنائیں گے۔ کسی نے کہا ہم تاجکستان بنائیں گے۔

وہ لوگ اس بات کو بھول گئے کہ ہم ایک جسم کی مانند ہیں اور ہم سب کے سب اس جسم کے اعضاء ہیں۔ بازو اس وقت تک زندہ رہتا ہے جب تک جسم کے ساتھ رہے۔ جب جسم سے جدا ہوگا یہ مر جائے گا۔ پھر اسے گلی کے کتے کھینچیں گے۔ اسکی ہڈیوں کو چچوڑیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ یہ جسم سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جب انہوں نے اپنے علیحدہ علیحدہ ملک بنا لیے تو ان کا جو ایک رعب و دبدبہ تھا وہ دنیا سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ روس نے ایک ملک کے ساتھ تھوڑا سا مسئلہ بنا کر اسکے ساتھ جنگ شروع کر دی اور باقیوں کو تسلی دی کہ فکر نہ کرو ہمارے تمہارے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں۔ بس ان کے ساتھ ایک مسئلہ ہے۔ باقی مسلمانوں نے کہا یہ جانیں اور ان کا کام جانے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ملک پر قبضہ کیا۔ پھر دوسرے کے ساتھ کوئی مسئلہ بنا کر اس کے ساتھ جنگ چھیڑ دی۔ باقیوں کو کہا تم فکر نہ کرو تمہارے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ اس پر قبضہ کر لیا، پھر تیسرے پر قبضہ کر لیا، اس طرح ایک ایک کر کے اس نے سب کو ہڑپ کر لیا۔ یہ وہ وقت تھا جب لینن، سٹالن کا سرخ انقلاب، سرخ آندھی اس پورے ملک میں آ چکی تھی۔

روسیوں کا علماء کیساتھ سلوک:

انقلاب آنے کے بعد جو حشر مسلمانوں کا ہوا شاید تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ لاکھوں مسلمانوں کو گولی ماردی گئی ۔ مجھے کئی جگہوں پر بڑے بڑے ٹیلے جو اس چھت سے بھی اونچے تھے دکھائے گئے کہ یہاں پر اتنے سو بلکہ اتنے ہزار علماء کو ایک وقت میں کھڑا کر کے گولی ماری گئی اور کرینوں کے ساتھ ان کے اوپر مٹی ڈال دی گئی۔ آج وہ ڈھیر بنا ہوا ہے۔ وہ بڑے بڑے ٹیلے نظر آتے ہیں۔ دور سے نظر آتا ہے جیسے کوئی پہاڑ ہیں ۔ اس طرح سے علماء کو ختم کیا گیا۔ جس آدمی کی ڈاڑھی نظر آئی یا جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ دین کا کچھ علم رکھتا ہے تو انکے پاس ایک ہی علاج تھا گولی ...... یہ دنیا کو مساوات کا سبق دینے والے تھے۔ گولی کے سوا ان کے پاس کوئی دوسرا حل نہیں تھا۔

بعض اوقات ایسا ہوا کہ علماء کو ایک ریل گاڑی میں بٹھایا کہ ہم تمہیں کسی دوسرے علاقے میں چھوڑ آتے ہیں۔ راستے میں اسے کسی دوسری مال گاڑی سے ٹکرادیا۔ ایسے بھی واقعات ہوئے کہ علماء کی ٹرین جارہی ہے اور بم مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ مسلمانوں پر عجیب سرخ آندھی تھی۔ عجیب ظلمت کی رات تھی۔

کمیونزم کس طرح پھیلا:

70 سال اس حال میں گزرے کمیونزم کے پرچار کے لیے ایک ریڈیو تھا۔ جو ہر گھر اور دوکان میں نصب تھا۔ حتیٰ کہ میں نے مسجد کے محراب میں فٹ ہوئے دیکھا۔ کیوں؟ اس پر ہر وقت کمیونزم کا پرچار ہوتا تھا۔ خبریں ہوتی تھیں۔ پھر اس کے بعد موسیقی اور گانا بجانا ہوتا تھا۔ 24 گھنٹے اسے آن رکھنا لازمی تھا۔ اگر کوئی سپاہی کسی گھر میں داخل ہوا اور اس ریڈیو کو بند پایا گیا تو اس آدمی کو گولی ماردی گئی کہ یہ باغی آدمی

ہے۔ اب، بتایئے ہر گھر کے اندر موسیقی بج رہی ہو تو جوان بچوں کا کیا حال ہو گا۔ شراب کو اتنا عام کر دیا گیا کہ پانی سے بھی زیادہ سستی کر دی گئی ۔ جی ہاں ......! مسجد میں بیٹھ کر بات کر رہا ہوں)۔ پیپسی کی بوتل چار روپے کی اور شراب کی بوتل آٹھ آنے کی ۔ جب شراب کو اتنا عام کر دیا گیا تو نوجوانوں نے اس کو پینا شروع کر دیا۔ گوشت جس میں حلال حرام کی کوئی تمیز نہیں اس قدر عام اور سستا کر دیا گیا کہ اگر آپ ایک روپے کے کباب خریدیں تو آپ سے کھانے مشکل ہو جائیں۔

جب شراب عام ہو گئی، کباب عام ہو گئے تو پھر شباب نے تو عام ہونا ہی تھا۔ اتنی عریانی، اتنی فحاشی اس علاقے میں پھیل گئی کہ عورت ایک گز کپڑے میں اپنے جسم کو لپیٹے ہوئے بڑے مزے سے سڑکوں پر گھومتی پھرتی ہے۔ اگر کوئی عورت لمبے والوں والی نظر آ جاتی تو پولیس کے سپاہی سڑک کے اوپر کھڑی کر کے اس کے بالوں کو مونڈھ دیتے تھے۔

روسیوں کے بھیانک مظالم:

روسی مسلمانوں سے پوچھتے کہ تمہارے پیغمبر کون ہیں؟ جس نے کہا محمد ﷺ تو اس کے باپ کو پھانسی پر چڑھا دیا جاتا۔ پوچھتے تمہیں سلام آتا ہے؟ جس نے کہا السلام وعلیکم، اس کے باپ کو پھانسی پر چڑھا دیا جاتا۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جو سکولوں میں پڑھنے کے لیے آتے تھے استانیاں ان سے بہلا پھسلا کر پوچھتیں کہ تمہارے گھر میں کوئی نماز پڑھتا ہے؟ کوئی قرآن پڑھتا ہے؟ جس نے کہا ہاں اس کے باپ کو پھانسی لگا دیتے۔ اس حد تک مسلمانوں پر یہ مصیبت آئی کہ اپنے چھوٹے بچوں کو اللہ کا نام نہیں بتا سکتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا نام نہیں بتا سکتے تھے۔ قرآن کا نام نہیں بتا سکتے تھے۔ خاوند کو پتہ نہیں تھا کہ بیوی K.G.B کی ایجنٹ ہے یا نہیں اور بیوی کو پتہ نہیں ہوتا تھا کہ خاوند K.G.B کا ایجنٹ ہے یا نہیں۔ کوئی کسی کے سامنے

نہ سلام کرسکتا تھا نہ تلاوت کرسکتا تھا نہ نماز پڑھ سکتا تھا۔ اس طرح انہوں نے قوت کے نشے میں آکر سوچا کہ شاید ہم اسلام کا نام مٹا کر رکھ دیں گے۔

انہوں نے یہی حال افغانستان میں کرنا تھا۔ جب افغانستان کے کچھ شہروں پر انہوں نے قبضہ کیا تو بڑے بڑے پوسٹر انہوں نے چوکوں پر لگائے جس میں انہوں نے ایک بوڑھا آدمی بنایا، بڑا نحیف، بڑا کمزور، بڑا لاغر اور ایک بڑا تنومند روسی فوجی بنایا جسکا بہت بڑا بوٹ انہوں نے بنایا اور وہ بوڑھے کو کک مار رہا ہے اور نیچے لکھا کہ اسلام بوڑھا ہو چکا ہے اور اب ہم پاؤں کی کک مار مار کر اسے دنیا سے نکال دیں گے۔ اور بعض جگہوں پر یہ لکھا کہ مسلمانوں کا خدا بوڑھا ہو چکا ہے اور ہم یوں پاؤں کی ٹھوکر سے اس کا تصور انسانوں کے ذہن سے نکال دیں گے۔ یہ ان کے تصورات افغانستان میں تھے تو اپنے ملک میں کیا ہونگے۔ جہاں 70 سال انہیں کھل کر کھیلنے کا موقع ملا۔ انہوں نے وہ کیا جو وہ کر سکتے تھے۔

ظلم کی انتہا:

انہوں نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کر دی کہ شاید انسان اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اتنی پابندی، اتنی پابندی کوئی اسلام کا نام نہیں لے سکتا تھا، کوئی بات نہیں کرسکتا تھا۔ اللہ اکبر۔ اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اب ہم نے اسلام کو ختم کر دیا لیکن......!

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اپنے طور پر انہوں نے اپنا پورا زور لگا لیا لیکن علماء امت دین کا کام روئے زمین کی بجائے زیر زمین کرتے رہے۔ بڑی عجیب تاریخ ہے۔

95سالہ بزرگ کا واقعہ:

ایک بزرگ بیعت ہونے کے لیے آئے جن کی عمر 95 سال تھی۔ کلام اللہ کے حافظ تھے۔ ان کے چہرہ پہ اتنا نور تھا کہ انسان دیکھ کر حیران ہو جائے۔ جب روسی انقلاب آیا تو وہ پچیس سال کے تھے۔۔ پورا انقلاب انہوں نے دیکھا۔ بیعت کے بعد مجھے بتایا گیا! کہ یہ انقلاب کے دوران بھی تعلیم دیتے رہے ہیں ۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیسے تعلیم دیتے تھے؟ کہنے لگے ہم بڑے بڑے مکان بناتے تھے اور ان مکانوں کے درمیان ایک بہت وسیع حال بناتے تھے اور ہال کے چاروں طرف کمرے بناتے تھے جن میں رضائیاں بھر بھر کر ان کو ساؤنڈ پروف بنا دیتے تھے اور ایک طرف جہاں دروازہ ہوتا وہاں پر ہم بڑی سی الماری بنا کر شوکیس بنا کر اس کے اندر شراب کی بوتلیں سجا دیتے تھے ایسی ویسی تصویریں لگا دیتے تھے۔

کہیں لینن کے بڑے فوٹو رکھ دیتے تھے۔ ٹی وی اور اس قسم کے خرافات رکھ دیتے تھے اور وہیں سے ہمارا دروازہ ہوا کرتا تھا۔ جب سپاہی آتا تو وہ آکر سارا گھر دیکھتا اس کو کچھ نہ ملتا۔ جب وہ دیکھتا کہ یہاں شراب کی بوتلیں ہیں تو وہ کہتا کہ یہ لوگ ٹھیک ہیں۔ (یعنی روسی ذہن کے ہیں) پھر وہ مطمئن اور خوش ہو کر چلا جاتا، وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ان شراب کی بوتلوں سے تین میٹر کے فاصلے پر اب بھی معصوم بچے اپنی معصوم زبانوں سے اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ ہم سردیوں کی ابتداء میں اس کمرے داخل ہوتے تھے اور چھ مہینوں کے بعد اپنے گھر کے صحن میں واپس آیا کرتے تھے۔ چھ چھ مہینے بچوں کو لے کر وہ ایک کمرے کے اندر مقید ہو جاتے تھے اور ان بچوں کو اللہ کا قرآن پڑھاتے تھے۔ وہاں بخاری شریف پڑھائی جا رہی ہوتی تھی۔ باہر کمیونزم کی کالی آندھی چل رہی ہوتی تھی۔ اور اندر کمرے میں اللہ کی کتاب پڑھی جا رہی ہوتی تھی، بخاری شریف پڑھی جا رہی ہوتی تھی۔ میں سلام کرتا

ہوں ان علماء کی عظمت کو، میں سلام کرتا ہوں ان کے علماء کی استقامت کو جنہوں نے اس خونی انقلاب کے باوجود پھر بھی اپنے بچوں کو دین پڑھایا اور اس دین کو اپنے سینوں کے اندر تازہ رکھا۔ اللہ اکبر

خونی انقلاب میں نوجوان کی استقامت:

بخارا کا ایک نوجوان بیعت ہوا، اس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ انقلاب کے دوران بھی پانچ وقت اذانیں دیتا تھا اور پانچ وقت نمازیں پڑھتا تھا۔ جبکہ کوئی اللہ کا نام نہیں لے سکتا تھا جو اس کا نام لیتا تھا اس کو پھانسی دے دی جاتی تھی۔ یہ جوان پانچ اذانیں دیتا پانچ نمازیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ پہلی دفعہ جب میں نے اذان دی تو مجھے بڑا مارا گیا، بڑا مارا گیا۔ جب مار مار کے تھک گئے پھر انہوں نے مجھے برف کے بلاکوں پر لٹایا، مجھے بجلی کے جھٹکے دیئے، میرے جسم کو لوہے کی سلاخیں گرم کر کے داغدار کیا، مجھے انہوں نے جیل خانے میں رکھا۔ میں پھر پاگل بن گیا، دیوانہ بن گیا، یعنی جان بوجھ کر میں پاگل بنا رہا۔ حتی کہ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ تو دیوانہ ہے اسے چھوڑ دو۔ جب انہوں نے چھوڑا میں نے پھر اذان دی پھر نماز پڑھی، پھر مجھے مارا گیا، پھر قید رکھا گیا۔ اس نوجوان کے ساتھ پانچ مرتبہ ایسا ہوا۔ ہر مرتبہ جب اسے پکڑا گیا اس کا جسم جلایا گیا، اس پر کوڑے برسائے گئے۔ اس کے جسم پر برف کے بلاک رکھے گئے۔ کیا کیا سزائیں اسے دی گئیں۔ وہ پاگل بن جاتا حتیٰ کے پانچویں مرتبہ انہوں نے لکھ دیا کے یہ پاگل ہے آئندہ اسے نہ پکڑا جائے۔ جب اسے چھوڑا وہ بخارا واپس آیا اور دن رات میں پانچ اذانیں دیا کرتا تھا اور پانچ نمازیں پڑھا کرتا تھا۔ روسی سمجھتے تھے کہ یہ پاگل ہے دیوانہ ہے حقیقت میں وہ اللہ کی محبت میں پاگل اور دیوانہ ہو چکا تھا ویسے دماغی طور پر بالکل ٹھیک تھا۔ جب وہ بیعت ہو رہا تھا تو یقین جانیں کے میرے دل کی حالت عجیب تھی۔ اللہ

نے اس نوجوان کو کیا استقامت دی تھی۔ اللہ اکبر

شکستہ دل سے آہ نکلے تو فرش کیا عرش کانپ اٹھے گا
درِ قفس جو وا نہ ہوگا تو ایک دن ٹوٹ کر رہے گا
کسی کے روکے سے حق کا پیغام کب رکا ہے جواب رکے گا
چراغ ایماں تو آندھیوں میں جلا کیا ہے جلا کرے گا

(اللہ اکبر)

روس کے ٹکرے کیسے ہوئے:

کمیونزم کی آندھی چھائی ہوئی تھی۔ ایمان کے چراغ سینوں میں جل رہے تھے۔ کہاں ہے لینن، کہاں گیا سٹالن۔ کاش تم میری آواز سن سکتے، میں تمہیں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ تم اپنے زعم میں اللہ کے تصور کو مٹانا چاہتے تھے۔ اللہ نے تمہیں اس طرح مٹایا تمہارے ایسے ٹکرے ہوئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ایسے ٹکرے کر نہیں سکتی تھی جو تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے ٹکڑے کر لیے۔ اس ملک کے ایسے ٹکرے ہوئے! شیشہ ٹوٹے اس کے بھی ٹوٹنے کی آواز آتی ہے۔ اتنا بڑا ملک ٹوٹا اس اس کی اتنی بھی آواز نہیں آئی۔ سپر پاور کہلاتا تھا اللہ نے صفر پاور بنا دیا۔

اردو میں کہتے ہیں ''روسیا'' میں کہتا ہوں آگے ''ہ'' لگا دینی چاہیئے۔ ''روسیاہ'' اس کا منہ کالا۔ اللہ کے وجود کا انکار کرتا تھا اللہ نے اس کا منہ کالا کیا۔ اللہ اکبر

70 سال تک وہ لوگ اس آندھی کے اندر پستے رہے، چٹانوں کے نیچے دبتے رہے۔ آفرین ہے ان پر کہ پھر بھی اپنے ایمان کو بچائے رکھا۔

آزاد ریاستوں کے لوگوں کی حالت:

اب جائیں اور ان سے پوچھیں آپ کون ہیں؟ وہ کہیں گے۔ الحمد للہ مسلمان۔

کچھ نہیں جانتے علم بالکل نہیں، اعمال بالکل نہیں جانتے حتیٰ کہ کلمہ بھی نہیں آتا لیکن کہیں گے الحمدللہ مسلمان۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ بچیوں کو اگر نکاح کے وقت پوچھا جائے کہ کلمہ آتا ہے، کلمہ نہیں آتا۔ کچھ لفظ پڑھادو کچھ نہیں آتا، حالت ایسی ہے لیکن کہتے ہیں الحمدللہ مسلمان۔ علماء کی جو محنت تھی اس سے کم از کم اسلام کا نام ان کے سینوں میں باقی رہ گیا۔

خدایا ایمان سلامت:

ایک بوڑھی عورت تھی کوئی 98 یا 100 سال کی عمر ہوگی۔ ان کے بیٹے بیعت ہوئے انہوں نے گھر میں تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگی کہ میں چاہتی ہوں کہ وہ ہمارے گھر میں آئیں اور میں ان سے دعا کرواؤں۔ بیمار تھی چارپائی پر پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہماری والدہ کی تمنا ہے کہ آپ ہمارے گھر میں آکر دعا کریں۔ جو علاقہ کے مفتی صاحب تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے کہ انقلاب کے دوران نمازیں پڑھتی تھی، تلاوت کرتی تھی، دوسری عورتوں کو نیکی کی تلقین کرتی تھی۔ اس لیے آپ ضرور اس کے گھر جائیں اور اس کے لیے دعا کریں۔ چنانچہ جب میں ان کے گھر گیا تو میرے ساتھ بڑی جماعت تھی۔ میں نے ان کے بیٹے سے کہا کہ والدہ صاحبہ سے کہیں کہ دعا کریں۔ وہ کوئی دس پندرہ فٹ دور چارپائی پر تھی ہم ایک جگہ پر کھڑے ہو گئے تو میں نے اس کی آواز سنی کہ جیسے ہی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو کہا خدایا ایمان سلامت۔ یقین جانو میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے 70 سال ظلم و بربریت کے حالات دیکھے اب اس بڑھاپے کے اندر جب ہاتھ اٹھاتی ہے تو دعا یہاں سے شروع کرتی ہے۔ ”خدایا ایمان سلامت...... خدایا ایمان سلامت رکھنا“۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

جمعہ کے اجتماعات:

الحمدللہ اب وہاں پر نئی زندگی آ رہی ہے جیسے کہ کسی مردے میں جان پڑ جاتی ہے۔ ان کے اندر اب نئی روح پڑ رہی ہے۔ علماء کرام الحمدللہ اب وہاں پر بڑے بڑے مدارس بنا رہے ہیں۔ میں نے ایک مدرسہ دیکھا جو ایک ہزار طلباء کے لئے بنایا جا رہا تھا۔ ایسے بڑے بڑے مدارس اور جمعے کے بیان میں چھ ہزار آدمی، سات ہزار آدمی، آٹھ ہزار آدمی اور دس ہزار آدمی ایک ایک مسجد میں ہوتے ہیں۔ ہر مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا۔ پورے شہر میں چند مسجدوں جمعہ ہوتا ہے اور اتنی بڑی بڑی مسجدیں کہ انسان دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ انکے دلوں میں اسلام کی محبت ہے۔

مدارس کی ڈانسنگ ہال اور شراب خانوں میں تبدیلی:

ثمرقند جانا ہوا وہاں پر تین بڑے بڑے مدارس ہیں۔ اتنے عالیشان مدارس کہ میں نے اپنی زندگی میں عمارت کی حیثیت سے تاج محل کو دیکھ کر متاثر ہوا تھا اور اس کے بعد ان مدارس کو دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ بہت ہی عالیشان مدارس ہیں۔ ان کے اوپر اتنی پر شکوہ عمارت ہے کہ دیکھ کر انسان کا دل ایک دفعہ کانپ جاتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس چھت سے کوئی دس گنا اونچا اس کا دروازہ ہوگا۔ بہت اونچا دروازہ سر اوپر کو اٹھا کر دیکھیں تو لگتا ہے کہ پگڑی گر جائے گی۔ اتنا بلند و بالا دروازہ اور اتنی بلند عمارت۔ اور اس کے اوپر بہت زیادہ خوبصورت پھول بوٹے بنائے گئے۔ گیارہ سو سال ان کی عمر تھی اور ان کا رنگ ابھی پھیکا نہیں پڑا تھا۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ مسلمانوں کا یہ کیسا شاہکار تھا۔ تو تین مدارس تھے، دو آمنے سامنے اور تیسرا درمیان میں۔ درمیان میں بڑی وسیع جگہ تھی۔ ثمرقند کے بالکل مرکز میں روسیا نے انقلاب کے بعد ایک مدرسے کے صحن کو ڈانسنگ ہال بنا دیا۔ دوسرے مدرسے کے صحن کو شراب

خانہ بنا دیا۔ تیسرے مدرسے کو جس میں مسجد بھی تھی اسے میوزیم بنا دیا۔ عجائب گھر بنا دیا۔ وہاں پر ایک ایک وقت میں شہر کے چار چار ہزار، پانچ پانچ ہزار تک لوگ اکٹھے ہوتے، شراب پیتے، اجتماعی رقص کرتے اور عجیب بدکاریاں کرتے۔ حالانکہ یہ جگہ کسی وقت اسلام کا مرکز تھی۔ بڑے بڑے حضرات یہاں سے پڑھ کر نکلے۔ فقیہ ابواللیث ثمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات ان میں پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ حضرت دارمی رحمۃ اللہ علیہ ان مدارس میں پڑھاتے رہے، بہت ہی قدیم مدارس تھے۔ امیر تیمور نے پھر ان کی تجدید کر کے بہت بڑی پرشکوہ عمارت بنوادی تھی۔

مدرسہ کیسے چھڑایا:

مفتی اعظم ثمرقند فرمانے لگے کہ حضرت انہوں نے دو مدارس تو واپس کر دیئے ہیں جس میں شراب خانہ بنایا ہوا تھا اور جس میں انہوں نے ناچ گھر بنایا ہوا تھا۔ تیسرا جس میں عجائب گھر اور مسجد ہے وہ واپس نہیں کر رہے۔ آپ چلیں دعا کر دیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ جب وہاں گئے، واقعی عمارت کو دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ پولیس کا وہاں پر پہرہ تھا۔ کہنے لگے آج وقت ختم ہو گیا ہے آپ کل آئیں تو دس منٹ کے لیے آپ کو اجازت دے دیں گے۔ بہت اچھا، اگلے دن پھر بڑے علماء کثیر تعداد میں جماعت کے ساتھ تھے۔ ہم وہاں گئے، پولیس ہمارے اردگرد تھی۔ انہوں نے کہا صرف دس منٹ ہیں دس منٹ کے بعد آپ نے باہر یہاں دروازے پر آنا ہے۔ ہم نے کہا ہمیں ایک دفعہ داخل تو ہونے دیں۔

جب داخل ہو کر مسجد میں پہنچے۔ مسجد اس قدر خوبصورت اور محراب کے اوپر سونے کا پانی چڑھایا ہوا تھا۔ منبر کے اوپر سونے کی پتری لگی ہوئی تھی یا سونے کا پانی چڑھایا ہوا تھا اور سونے کے پانی سے آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئی تھیں۔ عجیب خوبصورت! بندہ دیکھ کر حیران رہ جائے۔ اس دور میں مسجدوں کی کتنی اہمیت ہوا کرتی تھی اور

مسجدوں کو کتنا خوبصورت بنایا جاتا تھا۔یعنی اس کو ایک دفعہ دیکھ کر بندہ یوں محسوس کرتا ہے جیسے میں کسی خواب میں یہ چیزیں دیکھ رہا ہوں، اتنی خوبصورت وہ جگہ۔ انہوں نے زنجیریں لگا کر وہ جگہ علیحدہ کی ہوئی تھی ادھر کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو میرے دل میں خیال آیا کہ جہاں ہمارے بزرگوں نے نمازیں پڑھیں ہیں کیوں نہ مجھے بھی دو رکعت کی سعادت نصیب ہو۔ میں نے اپنے دوستوں کو کہا کہ یہ زنجیریں کھولو۔ آگے چلتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ زنجیریں کھول دیں۔ ساری جماعت نے منبر محراب کے پاس دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھی۔ اب وہ پولیس والے کھڑے دیکھ رہے ہیں حیران ہو رہے ہیں کہ اِنہوں نے کیا کیا اور یہ جرأت کیسے کی۔

ثمرقند کی مسجد میں 70 سال کے بعد پہلا خطبہ:

جب ہم نے دو رکعت نماز نفل پڑھ لی۔ میرے دل میں اللہ نے ایک ایسی بات ڈالی کہ میں منبر پر چڑھ گیا اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور اللہ نے زبان پر ایسی قرآن کی آیات جاری کیں میں نے پڑھا۔

”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ“

سب علماء تھے، میں عربی میں بات کر رہا تھا۔ ترجمے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عجیب کیفیت، میں نے اتنی دیر بات کی جتنا میرا جی چاہا۔ ڈٹ کر خطبہ دیا اور ان کو جھنجوڑا اور ان کو جگایا اور وہ پولیس والے سارے دیکھ رہے تھے۔ بعد میں مفتی اعظم فرمانے لگے میں سوچتا تھا اب آپ کو گرفتار کریں گے اور اب آپ کو گرفتار کریں گے لیکن الحمدللہ بیان کے ساتھ ساتھ جو باطنی توجہ تھی اس نے ان کو بالکل سلا کر رکھ دیا۔ کسی کو جرأت نہیں تھی کہ قدم آگے بڑھائے۔ جب بیان ہو گیا تو اس کے بعد دعا کی۔ یا اللہ! اس مسجد کو مسلمانوں کے حوالے فرما، اس کو آزاد فرما، یہ اس وقت ایسے ہاتھوں میں ہے جو اس کی قدر نہیں کرتے۔ اے اللہ! اسے قدر دانوں کے ہاتھ میں پہنچا۔ ہم

تیرے بندے ہیں، تیرے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور وہ شرطی ان دعاؤں کو سن رہے تھے۔ الحمد للہ جب خطبہ دے کر نیچے اترا تو مفتیِ اعظم ثمرقند نے کہا کہ حضرت پچھلے ستر سال میں آپ پہلے عالم ہیں جنہوں نے اس منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ الحمد للہ اس خطبے کی برکت سے مفتیِ اعظم نے عید الاضحیٰ سے پہلے مجھے بتایا کہ انہوں نے وہ مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ،

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر:

وہاں پر سلسلہ عالیہ کا فیضان ایسے پھیلا کہ میں خود حیرت زدہ ہوں مجھے خود سمجھ نہیں آرہی۔ میں دو چار باتیں اس لئے بتا دوں تاکہ پتہ چلے کہ ہمارے مشائخ کی نسبت کتنی قوی ہے جو کہ اس علاقے میں کس طرح پھیلی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے دیکھا کہ کوئی تینتیس کے قریب مشائخ جمع ہیں۔ ان کے چہرے پر انوار، ریش سنت کے مطابق سر پر عمامے، لمبے جبے، دستر خوان لگایا ہوا ہے۔ جیسے ہی ہم وہاں جماعت کے ساتھ گئے وہ لوگ آگے بڑھے اور کہا حضرت! آپ آئیں کھانا تیار ہے۔ میں نے عرض کیا ہم مسجد میں نوافل پڑھیں گے اور ایصالِ ثواب کریں گے۔ جب ایصالِ ثواب سے فارغ ہوئے تو وہ پھر آگئے کہ آپ تشریف لائیں۔ ہم نے کہا ہمارے پاس کچھ کھانا ہے ہم وہ کھالیں گے۔ آپ حضرات کی مہربانی۔ کہنے لگے ہم آپ کی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے یہ لفظ کہے۔ میں حیران ہوا کہ میں نے کہا انتظار کیسی؟ کہنے لگے ہمارے ایک آدمی نے چند دن پہلے خواب دیکھا۔ خواب میں اسے بتایا گیا کہ فلاں دن، فلاں وقت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک شیخ نقشبندی سلسلہ کے آئیں گے۔ تم اگر اس سے بیعت کرو گے تو تمہیں ان سے بڑا فیضان ملے گا۔ تو ہم ڈیڑھ سو میل کا سفر کر کے صبح سے آئے بیٹھے ہیں۔ کھانا پکا کر رکھا ہے دستر خوان لگا کر بیٹھے ہیں اور انتظار میں ہیں کب

آپ تشریف لاتے ہیں ...... اللہ اکبر۔ انہوں نے فرمایا حضرت پہلے بیعت کریں۔ بعد میں یہیں کھانا کھائیں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل اس طرح پھیر دیئے جدھر جاتے اسی طرح کا حال ہوتا۔ چنانچہ سب مشائخ کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے علاقہ میں خوب کام پھیلایا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

ایک بزرگ کی بیوی کا خواب:

حصار ایک علاقہ ہے جہاں پر حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ وہاں پر ایک محفل تھی۔ جس میں پندرہ کے قریب مشائخ آئے ہوئے تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ہر ہر شیخ کے لاکھوں نہیں تو ہزاروں مریدین تھے۔ میں عربی میں بات کر رہا تھا۔ گو مجھے اچھی طرح بولنی نہیں آتی تھی تاہم کچھ تھوڑی بہت عربی بول رہا تھا۔ میرے ساتھ ایک عالم تھے جو اس کا رشین زبان میں ترجمہ کر رہے تھے۔ میں بیان کر رہا تھا۔ اس علاقے کے ایک بڑے بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا رونا شروع کر دیا اور زار و قطار روتے رہے۔ دوسرے علماء نے کہا۔ حضرت صبر کریں۔ کیا ہوا؟ کھڑے ہو کر انہوں نے بات سنائی، جواب میں آپ کو سنا رہا ہوں۔ کہنے لگے میری بیوی نے چند دن پہلے ایک خواب دیکھا اور خواب میں اسے کسی بزرگ نے کہا کہ تمہارے خاوند کو فلاں دن فلاں مسجد میں رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ میں نے امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تعبیر الرؤیا نکالی کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ حضرتؒ نے تعبیر لکھی کہ اگر کوئی یہ دیکھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا لیکن صورت کوئی اور ہے تو وہ شخص متبع سنت ہے اور اس کا قلبی تعلق حضور ﷺ کے ساتھ مضبوط ہے۔ یہ تعبیر لکھی ہوئی تھی۔ کہنے لگے میری نہ رات کٹتی تھی نہ دن کٹتا تھا۔ مجھے لگتا تھا ایک ایک منٹ ایک ایک گھنٹہ بن گیا ہے۔ یہ دن کب گزریں گے جو میں مسجد میں پہنچوں۔ آج وہی دن ہے جو خواب میں بتایا گیا میں

اتنے میل کا سفر کر کے ظہر میں پہنچا ہوں۔ دیکھا کہ آپ بیان کر رہے ہیں تو آپ پہلے مجھے بیعت فرمائیں بعد میں بیان کرنا۔ الحمدللہ۔ ان کی اس بیعت کے بعد جتنے مشائخ نقشبند موجود تھے سب نے تجدید بیعت کی۔ کیوں؟ اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ اس علاقے میں نقشبندی اسباق موجود تھے وہ کاملین حضرات تھے سے بدرجہا بہتر تھے لیکن ان کے پاس مراقبہ معیت تک کے اسباق تھے آگے مجددی اسباق نہیں تھے۔ یعنی ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ، کمالات اولوالعزم یہ سارے اسباق ان کے پاس نہیں تھے۔ یہ اسباق سیکھنے کیلئے اس عاجز سے انہوں نے بیعت کی تجدید کی۔

جب میں پاکستان سے جانے لگا تو حضرت شیخ وجیہہ الدین دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا نعیم اللہ صاحب مدظلہ نے فرمایا۔ حضرت! ذوالفقار صاحب روس جارہے ہیں اپنا قرض لوٹانے، مطلب یہ تھا کہ اس علاقے سے یہ نسبت ہم تک پہنچی اب ذوالفقار صاحب یہ قرض لوٹانے کیلئے جارہے ہیں۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے ایک عجیب بات کہی۔ میں حیران ہوا، فرمایا ہاں بھائی وہ قرض تو لوٹائیں گے ہی مگر وہاں پر نقشبندی اسباق موجود ہیں مجددی اسباق نہیں ہیں یہ مجددیت لے کر جارہے ہیں۔ یہ حضرت شیخ صاحب نے سفر سے پہلے فرمایا۔ واقعی وہاں جا کر دیکھا ان کے پاس نقشبندی اسباق تھے مجددی اسباق نہیں تھے۔ 48 کے قریب بڑے بڑے مشائخ بیعت ہوئے جن کے پاس مجددی اسباق نہیں تھے۔

مشائخ کرام، علماء کرام اور عوام کا بیعت ہونا:

علمائے کرام میں الحمدللہ، مفتی اعظم ثمرقند، مفتی اعظم بخارا، مفتی اعظم سراسیا، مفتی اعظم نمنگان، مفتی اعظم اندجان بیعت ہوئے۔ کرغستان ملک کے مفتی اعظم بھی بیعت ہوئے۔ یوکرائن ایک ملک ہے وہاں کے مفتی اعظم لبنان کے ایک عالم تھے، ان کا نام ہے احمد تمیمی وہ بھی بیعت ہوئے۔ اللہ نے اس سلسلے کو ایسے پھیلایا جمعہ کی

ایک ایک محفل میں میرے ساتھیوں کے اندازے کے مطابق آٹھ آٹھ ہزار آدمی، اور میرے اندازے کے مطابق پانچ چھ ہزار تو ضرور ہی ہوتے ہوں گے اللہ کے فضل سے اتنے بندے ایک ایک محفل میں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوتے تھے۔

حاکم وقت کی بیعت:

قوقان ایک شہر ہے وہاں پر اتنے لوگ جمع ہو گئے کہ مسجد اس مسجد سے تقریباً پانچ گنا بڑی ہے، مسجد بھری ہوئی، صحن بھرا ہوا، مدرسہ بھرا ہوا، باہر سڑک بھری ہوئی۔ حتیٰ کہ مین روڈ کی ٹریفک بلاک ہوگئی میلوں لائن ادھر لگ گئی میلوں لائن ادھر لگ گئی اور لوگ ہی لوگ، حکام وقت پریشان کہ یہ ہو کیا گیا۔ کیونکہ روس میں ٹریفک کا بلاک ہو جانا بڑی عجیب سی بات سمجھی جاتی ہے۔ حاکم وقت وہاں پر پہنچ گیا دیکھا کہ لوگ مصافحہ کر رہے ہیں۔ بیعت ہونے کے بعد مراقبہ سے ہم فارغ ہوئے تھے تو حاکم وقت نے کہا، حضرت میں بھی بیعت ہونا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بات ڈال دی وہ بھی بیعت ہوا۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے عجیب نقشے دکھائے۔

حکمرانوں کو فکر:

میں کوئی ایک مہینہ گزار چکا تھا کہ جس آدمی نے ویزا بنوا کر مجھے بلوایا تھا اس کو وزراء کے فون آنے لگ گئے یہ کس آدمی کو بلا لیا یہ جدھر جاتا ہے ادھر مجمع لگا ہوتا ہے اسے کیوں بلایا؟ وہ وہاں کاروباری آدمی تھا میرا دوست تھا بڑا پریشان، اس کا کاروبار حکومت نے ٹھپ کر دیا۔ ایک وزیر کا فون آ رہا ہے دوسرے وزیر کا فون آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ دن بھی آیا کہ اسلام کریموف کی پریزیڈنسی سے اسے فون آیا کہ اس بندے کو کیوں بلا لیا۔ میرے دوست مجھے کہتے تھے کہ آج کے بعد یہ لوگ آپ کو یہاں داخلے کی اجازت نہیں دیں گے چونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اتنے ہزار آدمی ایک شہر میں بیعت

ہوتے ہیں یہ نہ ہو کوئی اور ہی سلسلہ بن جائے۔میں نے بھی دل میں کہا کہ اللہ کو یہی منظور ہے تو اسی طرح سہی۔

ڈی آئی جی کی بیعت:

کچھ عرصے کے بعد ایک عجیب بات پیش آئی۔مختلف بیانات میں K.G.B. کے لوگ بھی آتے۔غجدوان میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں بیان کررہا تھا، مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔پیچھے پولیس کے لوگ وردی میں آکر کھڑے ہوگئے۔میں عربی میں بیان کررہا تھا، میر عرب مدرسہ کے ایک استاد ترجمہ کررہے تھے۔جب بیان سے فارغ ہوئے تو لوگ بڑے پریشان تھے کہ پولیس کیوں اتنی آئی ہوئی ہے؟ وہ پولیس والے آگے آئے جہاں اور لوگ بیعت ہوئے یہ پولیس والے بھی بیعت ہوگئے۔اگلے دن بخارا کا ڈی آئی جی بھی مجھے ملنے کے لیے آیا۔پانچ سات بِلے ادھر لگے ہوئے پانچ سات بِلے ادھر لگے ہوئے، آتے ہی اس نے اپنی سرکاری ٹوپی اتاری دوسری ٹوپی رکھی اور کہا حضرت بیعت ہونے کے لیے آیا ہوں۔الحمدللہ جب وہ بیعت ہوا اس نے اوپر بڑی اچھی رپورٹیں بھیجیں کہ وہ ایسا آدمی نہیں کہ تمہیں اپنی حکومت کا خطرہ ہو۔اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے حکام کے دلوں میں بھی التفات ڈال دیا۔

اخبار والے اللہ نے ایسے مہربان کردیئے کہ اتنے خادم بن گئے۔ایک اشاعت میں ان کی دس لاکھ کاپیاں ہوتی تھیں، اس میں میرے سفر کے حالات بیانات اور ایسی باتیں وہ دیتے ہی رہتے تھے۔T.V والے پیچھے پڑے رہے انہیں تو میں نے ہاتھ نہ پکڑایا۔البتہ کچھ بیانات ریڈیو والے کیسٹ کرکے لے گئے وہ انہوں نے نشر کیے۔

عجیب واقعہ:

ایک مسجد میں تو عجیب واقعہ ہوا۔ مسجد میں مغرب کی نماز پڑھائی اس کے بعد بیان ہوا، مراقبہ ہوا، دعا ہوئی، دعا کے بعد امام صاحب نے کہا حضرت ہم نے حاکم وقت کی اجازت سے اس مسجد کے ساتھ ریڈیو ازبکستان کا کنکشن کر دیا تھا اور آپ کا پورا خطبہ پوری بیعت اور پوری مجلس یہ پورے ازبکستان میں سنائی گئی ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے راستے کھول دیئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خطبہ اور بیعت کے اثرات:

جب میں بخارا پہنچا۔ بخارا میں مسجد کلاں جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ درس دیتے تھے، اس کے سامنے مدرسہ ہے مدرسہ میرِ عرب بہت عالی شان مدرسہ اور بہت عالی شان مسجد ہے وہاں پر جمعہ کا خطبہ دیا۔ الحمد للہ لوگوں کے اوپر رقت ایسی طاری ہوئی کہ لوگ زار وقطار رو رہے تھے۔ لوگوں کا اتنا اژدھام تھا کہ دس پندرہ آدمی مجھے اپنے نرغے میں لے کر نہ نکالتے تو شاید میں ان کے درمیان پس ہی جاتا۔ وہاں پر بہت سے عربی بھی تھے جو رو رہے تھے۔ جب وہاں سے میں بیعت اور مراقبے کے بعد گزر رہا تھا تو ایک عربی نے دور سے کہا کہ آج اس شخص نے خطبہ دے کر یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"، مجھے کیا نسبت، مگر ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر ایسی پیدا کر دی۔ تو بات یہ ہے کہ اس میں میری حیثیت ایک ڈاکیے اور قاصد کی سی تھی۔ قاصد کا کام ہے ڈاک پہنچانا اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ مجددی اسباق اور کمالات اس علاقے کے علماء اور صلحاء کے سپرد ہوں ڈاکیا کے طور پر یہ توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دے دی۔ الحمد للہ۔

تین خلفاء کرام:

اس علاقے میں تین ایسے علماء تھے جن کے احوال بڑے ہی عجیب تھے۔ حضرت گل بابا، حضرت مولانا جان محمد، حضرت مولانا عمر خان، ان تین حضرات کو میں نے کام کرنے کے لیے عرض کیا کہ مہربانی فرمائیں، سلسلہ کا کام کریں۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے علاقے کے ہزاروں آدمی ان سے بیعت ہو گئے۔ الحمدللہ اب وہاں ایک مستقل جماعت ہے۔

عجیب واقعہ:

میں جب ان مسلمان ریاستوں سے فارغ ہوا تو پھر میں نے رشیا کا ارادہ کیا۔ رشیا جاتے ہوئے ازبکستان، تاجکستان، اور قازقستان کے علماء بھی میرے ساتھ تھے۔ ماسکو پہنچے ماسکو کی تاریخی مسجد میں بیان کیا۔ وہاں پر روسی مسلمان بیعت ہوئے کچھ روسی مسلمان بھی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے روسیوں میں مراقبہ کرنے والی ایک جماعت بنا دی۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ ان کے دلوں میں توجہ کا ایسا اثر ہوا کہ ایک آدمی مجھے کہنے لگا حضرت چلیں وہ کریملن والوں پر توجہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا اثر کیا۔ اب وہ نیا مسلمان تھا مگر اس کے دل میں مراقبے کی اور توجہ کی تاثیر ایسی تھی کہ اس نے کہا چلیں حضرت کریملین والوں پر توجہ ڈالیں۔ کریملن وہ جگہ ہے جہاں گورباچوف بیٹھتا تھا آج کل بورس یلسن بیٹھتا ہے۔ اتنا اس نے اصرار کیا حتیٰ کہ جانا ہی پڑا۔ پوری جماعت وہاں کریملن پیلس کے دروازے پر گئی۔ سارے فوجی سپاہی دیکھ رہے ہیں، وہاں بیٹھ کر مراقبہ کیا الحمدللہ باطنی طور پر توجہات ڈالیں۔ یہ بھی ہمارے مشائخ کا ایک طریقہ رہا ہے۔

کرشنا ازم کا پھیلاؤ:

ایک بڑی عجیب بات ہے مسلمان ملکوں میں نہیں مگر رشیا میں خاص طور پر

ہندوازم بہت پھیل رہا ہے۔انہوں نے اپنا نام تبدیل کرلیا ہے۔اب اپنے مذہب کو یہ کرشنا ازم کہتے ہیں ہندوازم نہیں کہتے ۔امریکہ سرکار نے یہ سوچا کہ اگر روس میں مذہبی آزادی ہو ہی گئی ہے تو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مسلمان بن جائیں ۔اچھا ہے ان پر ہندوستان کا اثر ہو، ہم سب ایک ہی جیسے ہیں۔چنانچہ حکومت کے ایماء پر کرشنا کی تبلیغ شروع ہوگئی۔اب جس گاڑی میں بیٹھیں وہاں ہری کرشنا...... ہری کرشنا۔جس پل سے گذریں وہاں ہری کرشنا ...... ہری کرشنا۔جس چوک پر جائیں وہاں ہری کرشنا...... ہری کرشنا۔نوجوان لڑکے لڑکیوں نے تلک لگائی ہوئی ۔لڑکوں نے ٹنڈ کروائی ہوئی اور لٹ رکھوائی ہوئی اور گیرو رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اور ہندوؤں والی چادر باندھی ہوئی اور ہری کرشنا...... ہری کرشنا...... وہ اودھم مچایا ہوا کہ کوئی حد نہیں۔ادھر دیکھو ہری کرشنا، ادھر دیکھو ہری کرشنا، روس کے مسلمان اتنے پریشان تھے کہ کوئی حد نہیں، ان کی ہمتیں ضیعف ہو چکی تھیں کہ یہ کرشنا والے کر کیا رہے ہیں وہ وہاں فلمیں دکھا رہے تھے اور کرشنا والے مراقبہ کے دوران موسیقی بھی بجاتے تھے۔ کچھ لوگوں کو موسیقی پسند آتی تو وہ کرشنا بن جاتے۔عجیب وہاں حال تھا مسجد کے امام اور دوسرے حضرات سب نے کہا حضرت یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائیں گے یہ اپنی موت آپ مرجائیں گے۔انشاءاللہ۔

ایک ہندو کی توجہ ڈالنے کا واقعہ:

اگلے دن ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ہم لوگ ٹیلیفون کرنے کے لیے سنٹرل ایکسچینج گئے ۔میرے ساتھ کچھ اور دوست بھی تھے کیونکہ وہاں ہر جگہ سے فون نہیں ہوسکتا۔ ایکسچینج سے جا کر کرنا پڑتا ہے۔میرے دوست بات کرنے کے لیے کیبن میں چلے گئے اور میں وہیں مراقبے میں بیٹھ گیا۔وہاں پر جو آدمی غیر محرم سے بچنا چاہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مردوں کو بھی دیکھنا چھوڑ دے۔جو یہ کہے کہ نہیں جی میں عورتوں

کو نہیں دیکھوں گا صرف مردوں کو دیکھوں گا وہ یقیناً عورتوں کو دیکھے گا۔ کیونکہ مرد اور عورتوں کا لباس ایک جیسا ہوتا ہے اور وہ اس طرح پھر رہے ہوتے ہیں کہ آدمی کوئی فرق نہیں کر سکتا۔ ایک ہی طریقہ ہے کہ آدمی نہ مردوں کو دیکھے نہ عورتوں کو دیکھے۔ تب اس کی نظر بچ سکتی ہے۔ چنانچہ میں مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ کچھ اللہ اللہ کر رہا تھا کوئی صاحب میرے قریب آئے مجھے نہیں پتہ کہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا مگر اس نے رشین زبان میں کہا، بوجنا۔ مجھے ان کی زبان کے بارے میں کچھ تھوڑی بہت سدھ بدھ ہو گئی تھی عام فقرے مجھے یاد ہو گئے تھے۔ سمجھ گیا کہ یہ میری ساتھ والی کرسی پر بیٹھنا چاہتے ہیں جو فارغ پڑی تھی اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا جی بیٹھ جائیں کوئی ایک منٹ کے بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی میرے دل پر توجہ ڈال رہا ہے۔ عجیب بات میں حیران، میں نے سر اٹھایا، جو دیکھا تو 19 سال کی عمر کا نوجوان لڑکا آنکھوں کو بند کیے توجہ کر رہا ہے میں نے پوچھا۔ **Who are you** تم کون ہو؟ کہنے لگا **I am Harry Karishna** ''میں ہری کرشنا ہوں'' میں نے پوچھا کتنے سال سے ہو ؟ کہنے لگا آٹھ سال سے ہوں اور آٹھ گھنٹے روزانہ **Maditation** ''میڈی ٹیشن'' کرتا ہوں۔ میں نے کہا، کہاں سے ہو؟ کہنے لگا سلواکیہ سے ہوں اور آٹھ سال میں میں نے بہت لوگوں کو کرشنا بنایا ہے۔ میں نے کہا اب کیا کر رہے تھے؟ تو مسکرا پڑا ، پھر میں اس کی طرف تھوڑی سی قلبی توجہ ڈالی۔ اس کی تو ساری کیفیات بالکل ختم ہو گئیں۔ اب میں اٹھنے لگا تو وہ مجھے کہنے لگا آپ کہاں جاتے ہیں؟ میں نے کہا ہم وہاں مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کہنے لگا جی میں آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں میں نے کہا آ جائیں۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ مسجد کے ساتھ والے کمرے میں آ گیا۔ میرے ساتھ والے علماء سے کہنے لگا پتہ نہیں اس شخص نے کیا کیا ہے میرے اندر کی ساری کیفیات ختم کر دی ہیں۔ اب میرے اندر کچھ بھی نہیں ہے حالانکہ میں تو آٹھ سال

سے آٹھ آٹھ گھنٹے روزانہ (میڈیٹیشن) کرتا تھا۔ میرے اندر بڑی power "پاور" تھی اور بڑی قوت تھی۔

ایک بات یاد رکھیں کہ ہندو جب مجاہدے کرتے ہیں تو کچھ قوت انہیں بھی مل جایا کرتی ہے لیکن اس میں ظلمت ہوا کرتی ہے۔ جیسے جادگروں کے پاس بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ہے، وہ کچھ نہ کچھ کر کے دکھاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے پاس بھی کچھ ہوتا ہے لیکن ظلمت ہوتی ہے۔ میں نے اس قسم کا واقعہ پہلے بھی کتابوں میں پڑھا تھا کہ انڈیا میں ہندوؤں نے ایک تحریک چلائی اور انہوں نے اس تحریک کے ذریعے دیہاتیوں کے اندر بہت سے مسلمانوں کو ہندو بنانا شروع کر دیا۔ یہ آریا سماج کی تحریک کہلاتی تھی۔ بہت لوگ اس کے اندر ہندو بنے۔ علمائے دیوبند بڑے متفکر ہوئے کہ یہ وجہ کیا بنی۔ چنانچہ انہوں نے ان کے جو بڑے گرو تھے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرلیں فیصلہ ہو جائے گا۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ یہ آپ سادہ آدمیوں سے جو ٹکر لیتے ہیں اس کا کیا فائدہ، انہوں نے چیلنج قبول کر لیا۔ لیکن ایک شرط رکھی کہ جب مناظرہ ہوگا تو جو پہلی لائن ہوگی اس میں ہمارے سادھو بیٹھیں گے۔ یہ واقعہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے، چونکہ انہوں نے لکھا اس لیے مجھے اس پر اور یقین آگیا۔ تو انہوں نے یہ شرط رکھی کہ پہلی صف میں ہمارے سادھو بیٹھیں گے۔ مسلمانوں نے کہا پھر کیا ہوا اگر ان کے گرو بیٹھ جائیں گے، مسلمانوں نے یہ شرط قبول کر لی۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو جناب ہندو بڑا زبردست بول رہا ہے اور مسلمان عالم جو بڑے کامل عالم تھے جب وہ بات کرنے لگتے تو ان کی زبان لڑکھڑانے لگتی۔ ایسے جیسے کسی کا حلق خشک ہو چکا ہو اور وہ بات پر قادر نہ ہوتا ہو۔ ان کی ایسی حالت، اور پسینہ آرہا ہے اور کانپ رہے ہیں۔ لوگ بڑے پریشان ہوئے پانچ منٹ کے اندر وہ ہندو مناظر ان پر غالب آنے لگا اور مسلمان مناظر کو کوئی جواب

ہی نہیں آرہا تھا۔ حتیٰ کہ جلسہ گاہ میں وہ جو ہندو پیچھے بیٹھے تھے وہ بھی بڑا زور شور کرنے لگے کہ دیکھو ان کو بات ہی نہیں آرہی، جواب ہی نہیں دے سکتے۔

مسلمانوں کے دل بڑے مغموم کہ یہ کیا ہوا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اس مناظرہ میں موجود تھے مگر وہ سٹیج کے پیچھے جہاں کتابیں پڑی ہوئی تھیں وہاں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ اگر کسی Reference (حوالہ) کی ضرورت پڑے تو یہ فوراً نکال کر دیں گے۔ ایک آدمی بھاگا ہوا حضرتؒ کی خدمت میں گیا۔ حضرت یہ کیا ہو رہا ہے؟ مسلمان عالم تو بات ہی نہیں کر پا رہے ہیں اور ہندو مناظر بڑھ چڑھ کر بول رہا ہے۔ حضرتؒ وہیں مراقبہ میں بیٹھ گئے اور متوجہ ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ حضرت کو کشفاً معلوم ہوا کہ وہ جو لائن کے اندر گرو بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک نوجوان گرو بیٹھا متواتر مسلمان مقرر کے دل پر توجہ ڈال رہا ہے اور اس کی توجہ کی وجہ سے مسلمان عالم کے دل میں عجیب قسم کی بے قراری، خوف اور عجیب کیفیت طاری ہے۔ حضرت نے وہیں پر بیٹھے بیٹھے اس سادھو کے دل پر توجہ ڈالی تو اس کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے بدن میں آگ لگ گئی ہے اور وہ چیختا ہوا مجمع سے بھاگ گیا۔ جیسے ہی وہ نکلا مسلمان عالم کی زبان جو چلنی شروع ہوئی تو تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے ہندوؤں کو رام کر لیا۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، یہ واقعہ علماء نے لکھا ہے۔ تو جب اس کرشنا نے ایسا کیا تو قدرتاً میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی تو گویا ہر چیز غائب، اب وہ میرے ساتھ مسجد کے کمرے میں پہنچا، ہمارے ساتھ علماء تھے۔ ان کو کہتا ہے کہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھ پر کیا کیا ہے؟ علماء خاموش کہ ہم کیسے کہیں، کیونکہ مرید کا تعلق پیر کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہر بات تو اس طرح نہیں کر مارتا، جیسے ایک عام آدمی کر مارتا ہے۔ وہ علماء تھے ادب جانتے تھے، وہ کہیں کہ ہم کیسے حضرت سے کہیں۔ میں وہیں تھوڑی دیر بیٹھا رہا، وہ میرے ساتھ آ کر وہیں فرش پر بیٹھ گیا۔ اس

کے بعد وہ بڑی دیر تک گیان دھیان میں بیٹھا رہا۔اس کو کچھ بھی نہ ملا۔یعنی اس کی کیفیات واپس نہ ہوئیں۔ بڑا پریشان آپ یقین جانیں کہ ہم لوگ اٹھ کر وضو کرتے رہے۔نمازیں پڑھتے رہے۔ مراقبہ کرتے رہے وہ نوجوان اسی فرش کے اوپر دس گھنٹے تک بیٹھا رہا، دس گھنٹے گھڑی کے حساب سے ہم نے ٹائم نوٹ کیا۔ بار بار کہتا رہا آپ مجھے معاف کر دیں۔ دس گھنٹے کے بعد ازبکستان کے ایک عالم تھے، وہ مجھے فرمانے لگے حضرت وہ بار بار معافی مانگ رہا ہے آپ سے تو بات نہیں کر پا رہا، آپ اسے معاف کر دیں۔ پھر میں نے اس سے بات کی، میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا جی میں اتنا عرصہ سے مراقبہ کر رہا تھا لیکن اب سب کیفیات ختم ہو گئیں۔ میں نے کہا اب کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا آپ کے پاس قوت بہت زیادہ ہے یہ آپ نے کیسے حاصل کی؟ میں نے کہا سیدھا سادہ مسلمان ہوں، اللہ کے ذکر میں روزانہ بیٹھ لیا کرتا ہوں۔ کہنے لگا مجھے بھی سکھائیں۔ میں نے کہا مسلمان ہونا پڑے گا۔ کہنے لگا، جی میں مسلمان ہونے کے لیے تیار ہوں، الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مہربانی کی۔

شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے

کہنے لگا حضرت یہاں کتنے دن قیام کریں گے، میں نے کہا بھائی میں تو کل لینن گراڈ جا رہا ہوں۔ کہنے لگا حضرت میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ اگلے دن وہ آدمی ہمارے ساتھ لینن گراڈ کے سفر پر روانہ ہوا۔ کہنے لگا حضرت آپ چیکوسلوا کیہ آئیں۔ جتنے لوگوں کو میں نے کرشنا بنایا تھا سب کو آپ کے ہاتھ پر مسلمان کراؤں گا۔ الحمدللہ

جب روسی مسلمانوں نے یہ حال دیکھا تو ان کے دل میں ایک قوت پیدا ہوئی میں نے کہا کہ آپ لوگ مراقبہ کرو، انشاء اللہ یہ لوگ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ روس کے نوجوانوں میں ایک شوق پیدا ہوا کہ ہم باقاعدہ مراقبہ کریں گے۔

لینن کا شہر اور محل:

لینن گراڈ شہر جب گئے تو وہاں پورے شہر میں صرف ایک مسجد تھی۔ لینن کا محل بھی دیکھا اتنا خوبصورت تھا کہ انسان دیکھ کر حیران ہو جائے۔ کیا مغل شاہوں کے محلات ہوں گے اس کا محل ان سے بھی زیادہ خوبصورت اور زیادہ قیمتی تھا۔ میں اس کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ ساری دنیا کو مساوات کا سبق دینے والا خود محل میں رہتا تھا۔ یقین جانو میں نے اس کے محل کی طرف دیکھا تو میں نے کہا "لینن کی روح! کاش میری آواز تجھ تک پہنچ سکتی۔ تو دنیا کو مساوات کا درس دینے والا خود محلات میں رہتا ہے۔ آ درِ محمد ﷺ پر حاضر ہو تجھے مساوات کا سبق مل جائے تجھے پتہ چل جائے کہ مساوات کیا ہوتی ہے۔"

لینن گراڈ کی مسجد میں جتنے نمازی تھے امام خطیب سمیت سب کو سلسلہ عالیہ میں داخل کروادیا۔ الحمدللہ اب لینن گراڈ میں لوگ ذکر و مراقبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے تہجد پڑھنے والے ہیں۔ یوکرائن کے اندر یوکرائن کے جو سب سے بڑے مفتی اعظم تھے وہ بیعت ہوئے الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے پورے علاقے کے اندر اس نعمت کو ایسے عام کر دیا کہ حیران ہوتے ہیں۔

تہجد گزار نوجوان:

میرے دوستو! 70 سال ظلم و بربریت کے باوجود مجھے وہاں پر ایسے نوجوان نظر آئے جن کے ماتھوں پر محراب کے نشان بنے ہوئے تھے۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی پیشانی پر محراب کا نشان نظر آتا تھا میرا جی چاہتا تھا کہ میں بڑھ کر اس کی پیشانی چوم لوں۔ ستر سال ظلم و بربریت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرتے رہے کہ ماتھوں پر محراب کے نشان بنے ہوئے تھے۔ الحمدللہ اب وہاں پر مساجد میں

اتنی کثیر تعداد میں ذکر و مراقبہ ہونے لگا جس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ انشاء اللہ اب یہ نعمت وہاں اور بڑھتی چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پوری زندگی دین کے لیے وقف کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

دعائیں:

محترم جماعت میں آپ ہی میں سے ایک فرد ہوں۔ ''یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ'' اللہ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں آپ حضرات کی دعائیں، یہاں کے مشائخ کی دعائیں، بالخصوص مجھ کو ٹیلی فون پر حضرت مولانا محمد نعیم اللہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت خواجہ علاؤالدین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالی مادامت النہار واللیالی اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ وہ بالخصوص دعائیں بھی فرماتے رہے اور توجہات بھی کرتے رہے۔ شاید میں پستول بن کر چل رہا تھا اور بارود وہ بھر رہے ہوں گے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ بن گیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس چلت پھرت کو قبول فرمائے۔ اوراس کے بدلے ہمیں اپنی رضا نصیب فرمائے ''الھی انت مقصودی و رضاءك مطلوبی '' خداوندا! مقصود من توئی و رضائے تو محبت و معرفت ذوق وشوق خود بدہ''۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

ایک اللہ والے کا روس کی آزاد ریاستوں کا سفرنامہ
جو لوگوں کے دلوں کو تاراج کرتا ہوا کریملین پیلس تک جا پہنچا۔

چلیئے قدم بقدم فقیر کے سنگ

- دریائے آمو کے اُس پار ______
- تیئن شیئن پہاڑوں کے دامن میں ______
- فرغانہ کی وادیوں میں ______
- سائبریا کی یخ بستہ ہواؤں میں ______
- کوہ قاف کے دیس میں ______
- دُنیا کے شمالی کنارے پر ______
- سمرقند و بخارا کے مدارس میں ______
- علماء و مشائخ کے مزارات پر ______

بہت سے تاریخی اور سبق آموز واقعات پر مبنی
ایک دلچسپ خود نوشت

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003
+92-041-631539

لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

ایک اللہ والے کا روس کی آزاد ریاستوں کا سفرنامہ
جو لوگوں کے دلوں کو تاراج کرتا ہوا کریملین پیلس تک جا پہنچا۔

چلیئے قدم بقدم فقیر کے سنگ

- دریائے آمو کے اس پار ____________
- تیئن شیئن پہاڑوں کے دامن میں ____________
- فرغانہ کی وادیوں میں ____________
- سائبریا کی یخ بستہ ہواؤں میں ____________
- کوہ قاف کے دیس میں ____________
- دنیا کے شمالی کنارے پر ____________
- سمرقند و بخارا کے مدارس میں ____________
- علماء و مشائخ کے مزارات پر ____________

بہت سے تاریخی اور سبق آموز واقعات پر مبنی
ایک دلچسپ خود نوشت

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003